مارکنگ اسکیم اردو

(Marking Scheme Urdu)

<u>سینئر سیکنڈری اسکول امتحان</u>

مارچ 2013

اردو (الیکٹیو)

Urdu(Elective)

ممتحن حضرات کے لئے عام ہدایات:

(General Instructions for Head Examiners and Examiners)

ممتحن حضرات کو چاہیے کہ کاپیوں کی اصلاً چیکنگ شروع کرنے سے قبل وہ کاپیوں کی چیکنگ کے لیے رہنمائی کے جو نکات طے کیے گئے ہیں ان نکات کو خوب سمجھ بوجھ کر ذہن نشین کرلیں۔

امتحان کی کاپیوں کی جانچ کے لئے یکسوئی کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرسری انداز سے کاپیوں کی چیکنگ کر دینا خود ہماری دیانت داری اور خلوص کو مجروح کرتا ہے۔ اس طرح کی چیکنگ میں بہت سی ناہمواریاں بھی رہ جاتی ہیں۔ دوران چیکنگ کچھ اساتذہ نرمی کا رخ اختیار کرتے ہیں تو کچھ خاصے سخت ہوجاتے ہیں۔ دونوں ہی صورتوں میں طلبا کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح کی ناہمواریوں سے بچنے کے لئے کافی غور و خوض کے بعد ان نکات کا تعین کیا گیا ہے جس پر عمل درآمد کرکے ہم معیاری انداز سے کاپیوں کی جانچ کر پائیں گے۔

کاپیوں کی چیکنگ کے سلسلے میں رہنمائی کے جو نکات پیش کئے جا رہے ہیں ضروری نہیں کہ طلبا کے جوابات نمونے کی تشریح اور توضیح ہی کے انداز پر ہوں۔ مرکزی خیال والے سوالات کے جوابات میں انداز بدل

سکتا ہے۔لیکن ہمارا خیال ہے کہ نمبروں کی تقسیم پر اس سے کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔آپ کو ہر حال میں مارکنگ اسکیم کے دائرے میں رہ کر ہی چیکنگ کا عمل انجام دینا ہے تاکہ ماضی میں ہوتی رہی ناہمواریوں کو دور کیا جا سکے۔

امید ہے کہ اس صبر آزما کام کو آپ اپنا فرض سمجھ کر انجام دیں گے۔

ممتحن حضرات کا رویہ مشفقانہ ہونا چاہیے قواعد اور املا کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

صدر ممتحن(Head Examiner)اس بات کو ہر طرح سے یقینی بنائیں کہ مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔کچھ اساتذہ مارکنگ اسکیم(Marking Scheme) کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے روایتی انداز سے مارکنگ کرتے ہیں جس سے طلبہ کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔اس طرف صدر ممتحن کو خصوصی توجہ دینی ہے۔

(1) سپریم کورٹ کے حالیہ حکم نامہ کے مطابق اب طلبہ اپنے جوابات کی کاپیوں کی عکسی کاپی (فوٹو کاپی) مقررہ فیس جمع کر کے سی۔بی۔ایس۔ای۔ سے حاصل کر سکتے ہیں اس لئے صدر ممتحن/ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ کاپیوں کی چیکنگ میں کسی قسم کی کوئی لاپرواہی نہ برتیں اور مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل کریں۔

(2) صدر ممتحن اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم(Marking Scheme) کے مطابق ہو رہی ہے، وہ ممتحن کی جانچی ہوئی ابتدائی پانچ کاپیوں کا باریک بینی سے جائزہ لے گا۔ جائزہ لینے اور یہ اطمینان کرنے کے بعد ہی کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم کے مطابق ہو رہی ہے ممتحن کو مزید کاپیاں جانچنے کے لیے دے گا۔

(3) ممتحن حضرات کو کاپیاں جانچ کے لئے صرف اسی وقت دی جائیں جب جانچ کے پہلے دن ممتحن اجتماعی یا انفرادی طور پر مارکنگ اسکیم پر تبادلۂ خیال کر چکے ہوں۔

(4) کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں دی ہوئی ہدایت کے مطابق ہی کی جائے گی۔ یہ جانچ بھی ممتحن کے اپنے روایتی اندازِ فکر اپنے تجربے اور کسی دیگر بات کو مدنظر رکھ کر نہیں بلکہ صرف مارکنگ اسکیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے کی جائے۔

(5) اگر کسی سوال کے کئی جز و ہیں تو ہر جز و کے نمبر بائیں ہاتھ کے حاشیہ میں الگ الگ دیے جائیں اور پھر تمام اجزا میں حاصل نمبروں کو جمع کر کے سوال کے آخر میں حاشیئے میں لکھ کر اس کے گرد دائرہ بنا دیا جائے۔

(6) اگر کوئی طالب علم ایسا جواب لکھتا ہے جو مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے لیکن وہ جواب صحیح ہے تو صدر ممتحن سے مشورہ کے بعد نمبر دیے جائیں۔

(7) اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ یعنی ایکسٹرا جواب لکھتا ہے تو مارکنگ اسکیم کے مطابق ہی نمبر دیے جائیں۔

(8) اگر کوئی طالب علم دئے ہوئے اقتباس یا اس کے کسی حصے کو اپنے جواب کے لئے استعمال کرتا ہے مثلاً اقتباس میں دی ہوئی معلومات کو اپنے مضمون کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کے نمبر نہیں کاٹے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کا جواب دریافت کئے گئے سوالات سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

(9) ممتحن حضرات کو سب ہی سیٹ کے سوال ناموں کی مارکنگ اسکیم کا باریک بینی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس سے کہ وہ ہر سیٹ کی مارکنگ اسکیم سے بخوبی واقف ہوسکیں۔

(10) ممتحن حضرات کو چاہیے کہ جواب کی ہر کاپی کو کم سے کم پندرہ سے بیس منٹ کا وقت دیتے ہوئے اس طرح چیک کریں کہ روز بیس سے پچیس کاپی چیک کرنے میں پانچ سے چھ گھنٹے ضرور لگیں۔

(11) ممتحن حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں بتائی گئی نمبروں کی تقسیم کے مطابق ہی ہو۔

(12) ممتحن حضرات کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ان کے پاس ایک نمبر (1) سے لے کر سو (100) نمبر تک کا پیمانہ ہے۔ برائے کرم اگر کسی سوال کا جواب درست ہے تو صد فی صد (100%) نمبر دینے سے گریز نہ کریں۔

(13) صدر ممتحن/ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اگر کاپیوں کی چیکنگ کے دوران کوئی ایسا جواب سامنے آتا ہے جو بالکل غلط ہے تو اس پر کراس (×) کا نشان لگا دیا جائے اور صفر دیا جائے۔

(14) زبان وادب کی کاپیاں جانچنے والے اکثر حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی طالب علم کو صد فی صد نمبر دینا ناممکن ہے۔ یہ خیال روایتی اور رجعت پسندانہ ہے۔ اس عمل سے گریز کیا جانا اشد ضروری ہے۔

(15) **اقدار پر مبنی سوالات کے سلسلے میں صدر ممتحن/ممتحن حضرات کے لیے خصوصی ہدایت یہ ہے کہ اگر طالب علم مناسب دلیلوں کے ساتھ کوئی ایسا جواب تحریر کرتا ہے جس کا حوالہ مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے تو اسے بھی درست تصور کیا جائے اور پورا پورا نمبر دیا جائے۔**

(16) جب طلبہ تخلیقی اظہار کرتے ہوں تب ان کے خوشخط اور املا پر بھی نمبر دینے کا خیال رکھیں۔

Code No. 30

مارکنگ اسکیم

اردو (الیکٹو)

کل نمبر 100 وقت 3 گھنٹے

1۔ درج ذیل میں سے کسی ایک عبارت کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ 10

''یہ شہر کہاں؟ مبالغہ نہ جاننا امیر غریب سب نکل گئے۔ جو رہ گئے تھے وہ نکالے گئے۔ جاگیردار، پنشن دار، دولت مند، اہل حرفہ کوئی بھی نہیں ہے۔ مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں، ملازمان قلعہ پر شدت ہے اور باز پرس دارو گیر میں مبتلا ہیں۔ مگر وہ نوکر جو اس ہنگام میں نوکر ہوئے ہیں اور ہنگامے میں شریک رہے ہیں، میں غریب شاعر دس برس سے لکھنے اور شعر کی اصلاح دینے پر متعلق ہوا ہوں۔ خواہی اس کو نوکری سمجھو۔ خواہی مزدوری جانو، اس فتنہ وآشوب میں کسی مصلحت میں میں نے دخل نہیں دیا۔ صرف اشعار کی خدمت بجالاتا رہا اور نظر اپنی بے گناہی پر شہر سے نکل گیا۔ میرا شہر میں ہونا حکام کو معلوم ہے۔ مگر چوں کہ میری طرف بادشاہی دفتر میں سے یا مخبروں کے بیان سے کوئی بات پائی نہیں گئی۔ لہٰذا طلبی نہیں ہوئی۔ ورنہ جہاں بڑے بڑے جاگیر دار بلائے ہوئے یا پکڑے ہوئے آئے ہیں میری کیا حقیقت تھی۔ غرض کہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوں دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ سوار ہونا اور کہیں جانا تو بہت بڑی بات ہے۔ رہا یہ کوئی میرے پاس آوے، شہر میں ہے کون جو آوے؟ گھر کے گھر بے چراغ پڑے ہیں۔''

(i) یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور سبق کے مصنف کا نام کیا ہے؟

(ii) مصنف کس چیز کا حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہے اور کیوں؟

(iii) مصنف قلعے میں کیا کام کرتا ہے؟

(iv) مصنف کہاں بیٹھا ہے اور اس کے پاس کوئی آتا کیوں نہیں؟

(v) ''گھر کے گھر بے چراغ پڑے ہیں'' کا کیا مطلب ہے؟

یا

''میں مچھر کی زندگی کو دل سے پسند کرتا ہوں۔ دن بھر بے چارہ خلوت خانے میں رہتا ہے۔ رات کو، جو خدا کی یاد کا وقت ہے، باہر نکلتا ہے اور پھر تمام شب تسبیح و تقدیس کے ترانے گایا کرتا ہے۔ آدمی غفلت میں پڑے سوتے ہیں تو اس کو ان پر غصہ آتا ہے۔ چاہتا ہے کہ یہ بھی بیدار ہو کر اپنے مالک کے دیئے ہوئے اس سہانے خاموش وقت کی قدر کرے اور حمد و شکر کے گیت گائے۔ اس لئے پہلے ان کے کان میں جا کر کہتا ہے اٹھو میاں اٹھو جاگو، جاگنے کا وقت ہے۔ سونے کا اور ہمیشہ سونے کا وقت ابھی نہیں آیا، جب آئے گا تو بے فکر ہو کر سونا۔ اب تو ہوشیار رہنے اور کچھ کام کرنے کا موقع ہے، مگر انسان اس سریلی نصیحت کی پرواہ نہیں کرتا اور سوتا رہتا ہے تو مجبور ہو کر غصے میں آ جاتا ہے اور اس کے چہرے اور ہاتھ پاؤں پر ڈنک مارتا ہے۔ پرواہ رے انسان، آنکھیں بند کیے ہوئے، ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور بے ہوشی میں بدن کو کھجا کر پھر سو جاتا ہے۔''

(i) یہ اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور سبق کے مصنف کا نام کیا ہے؟

(ii) شاہ صاحب کو مچھر کی زندگی کیوں پسند ہے؟

(iii) مچھر کو انسان پر غصہ کیوں آتا ہے اور وہ اس سے کیا کرانا چاہتا ہے؟

(iv) انسان مچھر کی نصیحت کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ کیا کرتا ہے؟

(v) درج ذیل کی وضاحت کیجیے۔

خلوت خانہ — حمد و شکر کے گیت گانا

جواب:

(i) یہ اقتباس 'منشی ہر گوپال تفتہ کے نام خط' سے لیا گیا ہے۔ سبق کے مصنف کا نام مرزا غالبؔ ہے۔

(ii) مصنف جاگیردار، پنشن دار، دولت مند، اہل حرفہ کے حالات لکھتے ہوئے ڈرتا ہے کیونکہ 1857 کے انقلاب کے بعد چاروں طرف مخبری کا دور دورہ تھا۔ غالب کو خوف تھا کہ کہیں خط میں لکھی گئی تفصیلات کی وجہ سے نہ پکڑ لیا جاؤں۔ اسی لیے انھوں نے لکھا ہے 'مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں'

(iii) مصنف قلعے میں لکھنے اور شعر کی اصلاح دینے کا کام کرتا تھا۔

(iv) مصنف اپنے مکان میں بیٹھا ہے اور شہر میں اب کوئی نہیں ہے جو اس کے پاس آئے۔

(v) ''گھر کے گھر بے چراغ ہونا'' ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے گھروں کا ویران ہونا۔

یا

جواب:

(i) یہ اقتباس سبق ''مچھر'' سے لیا گیا ہے جس کے مصنف خواجہ حسن نظامی ہیں۔

(ii) شاہ صاحب کو مچھر کی زندگی اس لیے پسند ہے کہ وہ رات کو خدا کو یاد کرتا ہے اور اس کی تسبیح و تقدیس کے ترانے گایا کرتا ہے۔

(iii) مچھر کو انسان پر غصہ اس لیے آتا ہے کہ وہ غفلت میں سوتا رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے مالک کے دیئے ہوئے سہانے وقت کی قدر کرے اور حمد و شکر کے گیت گائے۔

(iv) انسان مچھر کی نصیحت کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ غصے میں آجاتا ہے اور اس کے چہرے اور ہاتھ پاؤں پر ڈنک مارتا ہے۔

(v) خلوت خانہ — تنہائی کی جگہ

حمد و شکر کے گیت گانا — خدا کی تعریف اور اس کا شکر ادا کرنا

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **2×5 = 10**

2۔ خواجہ حسن نظامی کی انشائیہ نگاری کی خصوصیات واضح کیجیے۔ 5

یا

کنہیا لال کپور کی مزاح نگاری پر ایک جامع نوٹ لکھیے۔

جواب:

خواجہ حسن نظامی ایک خاص طرزِ تحریر کے مالک تھے۔ ان کی نثر میں ادبیت، علمیت اور روحانیت کی عجیب وغریب آمیزش نظر آتی ہے۔ ان کا دل کش اسلوب معمولی واقعات اور روزمرہ کی چیزوں کو بھی غیر معمولی بنا دیتا ہے۔ بے تکلفی، سادگی اور لطیف طنز ان کی نثر کی نمایاں خصوصیات ہیں جن میں دہلی کا روزمرہ اور محاورہ مزید لطف پیدا کر دیتا ہے۔ مرقع نگاری اور منظر کشی میں بھی انھیں مہارت حاصل ہے۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی باتیں کہہ جاتے تھے۔

یا

کنہیا لال کپور کا خاص میدان طنز ومزاح ہے۔ پیروڈی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ کنہیا لال کپور سماجی ناہمواریوں کی بہت جاندار تصویریں پیش کرتے ہیں جن میں ایک احتجاجی پہلو بھی ہوتا ہے۔ جرأت اور بے باکی ان کے مزاح کی خاص پہچان ہے۔ ان کے اسلوب بیان میں سادگی اور بانکپن ہے۔ سماجی اصلاح ان کے مزاح کا مقصد ہے، انداز بیان دلکش ہے جو یکسانیت کا شکار نہیں ہوتا۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **5×1 = 5**

3۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے جواب لکھیے۔ **10**

(i) شفیع جاوید کے افسانے ''میں، وہ'' کا خلاصہ لکھیے۔

(ii) فصل پک جانے پر ہوری خوش کیوں تھا اور اس نے اپنے گھر والوں کو کیا نصیحت کی؟

(iii) خوجی اور آزاد کے کرداروں میں کیا مطابقت ہے؟ واضح کیجیے۔

(iv) ملک راج آنند کی پیش کردہ تجویز کیوں منظور نہ ہو سکی؟

جواب:

(i) ## افسانہ ''میں، وہ'' کا خلاصہ

اس افسانے میں شفیع جاوید نے دو آدمیوں جن میں ایک بوڑھا اور دوسرا نو جوان ہے، کے جذبات تحریر کیے ہیں۔ بوڑھے آدمی کا نقشہ اس طرح کھینچا: مخصوص قسم کی چال، ضعیف، جسم جھکا ہوا، داہنا کاندھا کچھ نیچا اور بایاں ہاتھ کمر پر رکھا ہوا۔ پھلواری شریف کے اسٹیشن پر تجسس بھری نظروں سے ہر روز آتا ہے پلیٹ فارم پر ادھر سے ادھر چکر لگاتا ہے تھکنے کے بعد بینچ پر بیٹھ جاتا ہے اور پٹنہ جنکشن کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ مصنف بھی یہاں صبح کی سیر کی غرض سے ہر روز آتا ہے اور اسے دیکھتا ہے۔ لگتا ہے اسے کسی کا انتظار ہے۔ جب ساری گاڑیاں چلی جاتی ہیں تو پھر دھیرے سے اٹھ کر پان والے کی دکان پر جاتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آرا کی ٹرین کب آئے گی، پان والا ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ وہ تو گئی۔ بوڑھا پھر کہتا ہے کہ کب گئی میں تو یہیں بیٹھا تھا۔ بوڑھے کا روز کا معمول تھا اسی طرح آنا اور انتظار کرنا اور پھر مایوس ہو کر دوسرے دن کا انتظار۔ مصنف بوڑھے سے پوچھتا ہے کہ آپ یہاں کیوں آتے ہیں، بوڑھا جواب دیتا ہے میں صرف اپنے آپ کے لیے آتا ہوں۔ وہ اپنی تلخ زندگی کی حادثات کا ذکر کرتا رہا باتیں کرتے کرتے اس کی آنکھوں کے سامنے زندگی کی تلخ و شیریں یادیں، پانی میں تیرتی بے بس مچھلی کی باتیں اب وہ زندگی کی اس منزل پر ہے جہاں موت نہیں زندگی مایوس کرتی ہے۔

(ii) فصل کے پک جانے پر ہوری اس لیے خوش تھا کیونکہ وہ سوچ رہا تھا کہ کتنا اچھا وقت آ گیا نہ ہلمد کی دھونس، نہ بنئے کا ڈر اور نہ انگریز کی زور زبردستی، نہ زمیندار کا حصہ۔ ان خیالات کے ساتھ ہی ہوری کی آنکھوں میں پکی ہوئی فصل لہلہانے لگی۔

ہوری نے کہا سنو! یہ شاید ہماری زندگی کی آخری فصل ہے ابھی تھل کھیت سے کچھ دوری پر ہیں میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اپنی فصل کی حفاظت کے لیے کبھی بجوکا نہ بنانا۔ اگلے برس جب ہل چلیں گے، بیج بویا جائے گا اور فصل ہوگی تو مجھے ایک بانس پر باندھ کر کھڑا کر دینا۔ بجوکا کے بدلے میں تمھاری فصل کی دیکھ بھال و حفاظت اس وقت تک کروں گا جب تک تمھارے کھیتوں کی مٹی بھر بھری نہ ہو جائے۔ مجھے وہاں سے ہٹانا نہیں۔ بجوکا مت بنانا کیونکہ بجوکا بے جان نہیں ہوتا اسے خود بخود زندگی مل جاتی ہے اس کا وجود اس کے ہاتھ میں درانتی دے دیتا ہے اور پھر وہ اپنا حق یعنی دیکھ ریکھ کی اجرت ایک چوتھائی حصہ فصل کا خود کاٹ لیتا ہے۔

(iii) خوجی اور آزاد دونوں کا چولی دامن کا ساتھ رہا۔ مصنف کے نزدیک سرشار نے ایک کردار کے دو ٹکڑے آزاد اور خوجی کر دیئے ہیں اور دیکھا جائے تو یوں بھی ان میں بہت سی یکسانیت ہے جیسے اگر میاں آزاد عالم وفاضل ہیں تو خوجی بھی اپنی علمیت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ آزاد کے ساتھ ساتھ فیضی کے اشعار پڑھتا ہے۔ وہ پڑھا لکھا ہے اور نظمیں لکھتا ہے۔ خوجی کی وفاداری کا عالم یہ ہے کہ نمک خوار ہونے کی وجہ سے ان کی محبت کا دم بھرتا ہے اور وہ ان کے لیے اپنی جان کو مصیبتوں میں ڈالنے کے لیے آمادہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ آزاد کو ایسی نصیحتیں کرتا ہے جو صرف ایک خیر خواہ ہی کر سکتا ہے۔ میاں آزاد بہادر ہیں تو خوجی بھی اپنی بزدلی کو عمل کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میاں آزاد ہر فن میں یکتا اور طاق ہیں اور ایسے ایسے کام کرتے ہیں جو ایک عام انسان نہیں کر سکتا۔ یہی حال میاں خوجی کا ہے جو ایک ظریف بھانڈ نظر آتے ہیں اور دونوں عاشق ہیں۔

(iv) ملک راج آنند نے تجویز پیش کی کہ ہندوستان میں بھی فرانسیسی انسائیکلو پیڈس کی طرح کی ایک تحریک جاری کی جائے۔ ڈاکٹر عبدالعلیم کا انداز سرپرستانہ تھا کہنے لگے کہ تحریک تو اچھی ہے مگر ہمارے یہاں روسو اور والٹیر جیسے ادیب اور مفکر نہیں ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس تجویز کی حمایت کی مگر ڈاکٹر عبدالعلیم نے اس تجویز کی پرزور مخالفت کی اور اس لیے وہ تجویز منظور نہ ہو سکی۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **5 × 2 = 10**

حصہ نظم

4۔ درج ذیل میں سے کسی ایک حصے کو پڑھ کر دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ **10**

لذت ترے کلام میں آئی کہاں سے یہ
پوچھیں گے جا کے حالؔی جادو بیاں سے ہم

زماں مکاں تھے مرے سامنے بکھرتے ہوئے
میں ڈھیر ہو گیا طول سفر سے ڈرتے ہوئے

اول شب وہ بزم کی رونق ، شمع بھی تھی پروانہ بھی
رات کے آخر ہوتے ہوتے ختم تھا یہ افسانہ بھی

ہوگا افسردہ ستاروں میں کوئی نالۂ صبح
غنچہ و گل میں کہیں باد سحر بھی ہوگی

آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہو
یادوں کے بجھے ہوئے سویرے

(i) شاعر اپنے کلام کی لذت کے بارے میں کس سے پوچھنا چاہتا ہے؟

(ii) زماں مکاں کے بکھرنے کا کیا مطلب ہے؟

(iii) اول شب بزم کی رونق کیسی تھی اور صبح تک کیا ہوا؟

(iv) ''افسردہ ستاروں میں کوئی نالۂ صبح'' ہونے کا کیا مطلب ہے؟

(v) یادوں کے بجھے ہوئے سویرے سے کیا مراد ہے؟

یا

نہ دیکھیں حال ان لوگوں کا ذلت کی نگاہوں سے
بھرا ہے جن کے سر میں غرہ نوابی و خانی
یہ ان کا کاسۂ سر کہہ رہا ہے کج کلاہوں سے
عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عُجب تاج سلطانی
خدا جانے تھے ان لوگوں میں کیا کیا جوہر قابل؟
خدا معلوم رکھتے ہوں گے یہ ذہن رسا کیسے؟
خدا ہی کو خبر ہے کیسے کیسے ہوں گے صاحب دل
خدا معلوم ہوں گے بازوئے زور آزما کیسے

نہ دیکھ ان استخوان ہائے شکستہ کو حقارت سے
یہ ہے گور غریباں ، اک نظر حسرت سے کرتا جا
نکلتا ہے یہ مطلب لوح تربت کی عبارت سے
''جو اس رستے گزرتا ہے تو ٹھنڈی سانس بھرتا جا''

(i) درج بالا نظم کے شاعر کا نام کیا ہے اور یہ اشعار کس انگریزی نظم کا ترجمہ ہیں؟

(ii) شاعر کن لوگوں کو ذلت کی نگاہ سے دیکھنے کو منع کر رہا ہے؟

(iii) ''عُجب تاج سلطانی'' کا کیا مطلب ہے؟

(iv) زمین میں کیسے کیسے لوگ دفن ہیں؟

(v) ''لوح تربت'' کسے کہتے ہیں اور اس کی عبارت سے کیا مطلب نکلتا ہے؟

جواب:

(i) اپنے کلام کی لذت کے بارے میں شاعر خود سے ہی پوچھنا چاہتا ہے (یہ تعلّی کا شعر ہے اس میں شاعر یعنی حالؔی خود کو جادو بیان کہہ کر اپنی تعریف کر رہے ہیں)

(ii) زمان و مکان بکھرنے کا مطلب ہے منزل کا گم ہو جانا یا منزل کا سراغ نہ ملنا۔

(iii) اول شب بزم کی رونق ایسی تھی کہ شمع بھی تھی اور اس پر اپنی جان نچھاور کرنے والے پروانے بھی تھے مگر صبح ہوتے ہوتے شمع بھی ختم ہو گئی اور اس پر جان دینے والے پروانے بھی ختم ہو گئے۔

(iv) افسردہ ستاروں میں نالۂ صبح کے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عاشق شب ہجر میں آہ و فغاں میں مصروف ہے جس کی وجہ سے آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں پر افسردگی چھائی ہوئی ہے۔

(v) ''یادوں کے بجھے ہوئے سویرے'' سے مراد ہے ماضی کی بھولی بسری یادیں۔

یا

(i) درج بالا نظم کے شاعر کا نام علی حیدر نظم طباطبائی ہے اور یہ تھامس گرے کی انگریزی نظم "Elegy Written in a Country Church yard " کا منظوم ترجمہ ہے۔

(ii) شاعر قبر میں دفن مردہ لوگوں کو ذلت کی نگاہوں سے دیکھنے کو منع کر رہا ہے۔

(iii) ''عُجب تاج سلطانی'' کا مطلب ہے بادشاہت کا غروراور گھمنڈ

(iv) زمین میں ایک سے ایک بڑھ کر قابل، ذہین (ذہن رسا رکھنے والے)، صاحب دل اور طاقتور دفن ہیں۔

(v) ''لوح تربت'' مزار پر لگے ہوئے پتھر جس پر عام طور سے نام ونسب لکھے ہوتے ہیں۔اس کی عبارت سے یہ مطلب نکلتا ہے اگر آپ کا اس راستے سے گزر ہو تو آپ ٹھنڈی سانس بھرتے جائیں۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 10 = 2×5

5۔ سردار جعفری کی نظم ''وقت کا ترانہ'' کا مرکزی خیال کم از کم سو الفاظ میں لکھیے۔ 5

یا

نظم ''ارتقا'' کا بنیادی خیال کیا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

جواب: **وقت کا ترانہ**

''وقت کا ترانہ'' سردار جعفری کی ایک طویل نظم ہے۔''جاوید''، ''مریم''، ''فرنگی'' اور نامہ بر کے کرداروں کے ذریعے اس نظم کے مختلف اجزا ترتیب دیئے گئے ہیں۔پوری نظم آٹھ اجزا پر مشتمل ہے۔پہلے جزو کو ''حرف اول'' اور آخری جزو کو ''حرف آخر'' کا عنوان دیا گیا ہے۔باقی درمیانی اجزا کے لیے ''پہلی تصویر''، ''دوسری تصویر'' جیسے عنوانات تجویز کیے گیے ہیں۔چوتھی تصویر میں بادشاہت کے خلاف انقلاب و بغاوت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

نظم میں سامراجیت یا شہنشاہیت اور اس کے استحصال اس کے ظلم وستم، اس کے خلاف نفرت کا غم وغصہ، اس کے خلاف بغاوت، اور انقلاب کی بات کہی گئی۔سردار جعفری کی یہ نظم اشترا کی نظریہ کی پوری ترجمانی کرتی ہے۔اس میں ایک طرف مطلق العنان شہنشاہوں کے ظلم وستم ہیں تو دوسری طرف عوامی جدوجہد جو بالآخر آزادی دلا کر ہی رہتی ہے۔

یا

نظم ''ارتقا''

جمیل مظہری نے اپنی نظم ''ارتقا'' میں انسانی ارتقا پر روشنی ڈالی ہے اس نظم کا مزاج فلسفیانہ ہے۔اس نظم میں اس خیال کو پیش کیا گیا ہے کہ دنیا میں انسان کے اختیار میں کیا کیا چیزیں ہیں اور انسان نے کس طرح خوب سے خوب تر کا سفر طے کیا اور کس طرح اپنی کامیابی کی نئی منازل طے کی ہیں اور ان منازل کو طے کرنے میں کتنی دشواریوں اور تلخ وشیریں تجربات سے گزرنا پڑا۔انسان نے ارتقا کی راہ میں آنے والی دشواریوں کا کس طرح ہمت اور حوصلے سے مقابلہ کیا ہے اور اس ترقی کی کامیابی میں اسے ناکامی کا بھی منھ دیکھنا پڑا۔لیکن اس کے جذبۂ شوق میں کمی نہیں آئی۔وہ برابر ستاروں سے آگے جہاں کی تلاش میں سرگرداں رہا۔شاعر ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ کامیابی کی منزلیں ہماری منتظر ہیں۔ہمیں ہمت اور حوصلے کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر $5\times1 = 5$

6۔ درج ذیل میں سے صرف سوالوں کے جواب لکھیے۔ 10

(i) طباطبائی کی نظم نگاری پر نوٹ لکھیے۔

(ii) نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' میں شاعر نے کیا بتانے کی کوشش کی ہے؟ تفصیل لکھیے۔

(iii) ''ملک بے سحر وشام'' میں شاعر اپنی صبحوں اور شاموں کو کیوں یاد کرتا ہے؟

(iv) ''یاد نگر'' کے آخری مصرعے میں شاعر بھلائے ہوئے شب و روز کو کیوں نہیں یاد کرنا چاہتا؟

جواب:

(i) نظم طبا طبائی کی نظم نگاری

نظم طباطبائی کا مطالعہ خاصا وسیع ہے۔انھیں کئی زبانوں پر قدرت حاصل تھی جس کے جوہر ان کی نظموں میں نظر آتے ہیں۔ان کے خاص موضوع مناظر فطرت، اخلاقیات اور تاریخ ہیں۔ان کی نظموں میں روانی، نغمگی اور ترنم پایا جاتا

ہے۔اپنی نظموں کومختلف محاورات اور حسین تشبیہوں سے سجاتے ہیں جس سے کلام میں ندرت اور شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔ اپنی نظموں میں کہیں کہیں ناصح بن جاتے ہیں مگر نصیحت کی کڑواہٹ کو شیرینی اور لطافت سے بدل دیتے ہیں۔نظم طبا طبائی کی جدت پسند طبیعت نے انھیں تکنیک کے مختلف تجربات کرنے پر بھی آمادہ کیا۔

(ii) نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو''

نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' میں شاعر یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس کائنات میں انسان ہی مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔اسے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے اور زندگی کے سلسلے کو آگے بڑھانا چاہیے۔حالات کو دیکھ کر ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔زندگی ایک مستقل امکان کا نام ہے۔زندگی کا قافلہ رواں دواں رہتا ہے،زندگی کبھی نہیں رکتی۔شہر اجڑتے اور بستے رہتے ہیں ،انسان مرجاتا ہے لیکن زندگی کا سفر جاری رہتا ہے۔انسان کو حال پر نظر رکھنی چاہیے مستقبل کے اندیشوں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

(iii) ''ملک بے سحر و شام''

شاعر اپنی صبحوں اور شاموں کو اس لیے یاد کررہا ہے کہ زمانے کی تیز رفتاری، مادی ترقی،ضرورتوں اور تقاضوں نے اسے ایسی چیزوں سے محروم کردیا جو اسے روحانی مسرت دیتی تھیں۔ماضی میں وہ سحر انگیزی کا عادی تھا،قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہوتا تھا جس کی وجہ سے اس کے جسم و جان میں فرحت اور تازگی پیدا ہوتی تھی۔اسی طرح شام کے وقت جھیل کے کنارے ٹھنڈے پانی سے لطف لیتا،سورج غروب ہونے تک فطرت کے حسن میں گم رہا کرتا تھا۔

(iv) ''یاد نگر''

نظم ''یادنگر'' میں شاعرہ اپنے بھلائے ہوئے شب و روز اس لیے یاد نہیں کرنا چاہتی کیونکہ بھولے ہوئے دنوں کی یادیں بڑی تلخ ہیں۔گزرے ہوئے فسادوں میں فسادیوں نے اس کے اپنوں کو ماردیا،گھربار لٹ گیا جس کی وجہ سے ایک کیمپ میں زندگی گزارنی پڑرہی ہے۔

نوٹ: پرنٹنگ کی غلطی کی وجہ سے صرف دو سوالوں کے جواب لکھے کے بجائے صرف سوالوں کے جواب لکھے چھپ گیا ہے۔ اس سلسلے میں ممتحن حضرات کے لیے ہدایت یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم صرف دو سوالوں کا جواب لکھتا ہے تو اس کا

جواب مکمل سمجھا جائے اور اس کے جواب کے حسب حال اسے پانچ پانچ نمبر میں سے نمبر دیے جائیں گے۔ اور اگر کوئی کوئی طالب علم چاروں ذیلی سوالوں کے جواب لکھتا ہے تو ان میں سے دو بہتر جواب پر نمبر دئے جائیں گے اور دو کم تر جوابات کو زائد تصور کیا جائے گا۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **5×2 = 10**

7۔ کہانی ''کلرک کی موت'' کا خلاصہ لکھیے۔ **4**

یا

نرمل ورما کی افسانہ نگاری پر ایک نوٹ لکھیے۔

جواب: چیرویاکوف ایک معمولی کلرک تھا۔ ایک مرتبہ وہ تھیئٹر میں ایک کھیل دیکھنے گیا اور اسے اچانک چھینک آ گئی جس کی غلاظت اگلی قطار میں بیٹھے ہوئے کسی دوسرے محکمے کے آفیسر جنرل بری ژالوف کے سر پر گر گئی۔ چیرویاکوف اپنے اس عمل سے بہت شرمندہ ہوا اور اس نے کھیل کے دوران ہی اس افسر سے معافی مانگی۔ افسر نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس طرح چیرویاکوف نے بار بار جنرل بری ژالوف سے معافی مانگی لیکن اس نے معاف نہیں کیا بلکہ حقارت سے پیش آیا۔

چیرویاکوف کو اتنا احساس شرمندگی ہوا کہ وہ اپنی سرکاری وردی پہنے پہنے صوفے پر لیٹ گیا اور مر گیا۔

یا

نرمل ورما کی افسانہ نگاری

نرمل ورما ہندی زبان کے منفرد اور ممتاز افسانہ نگار ہیں۔ نرمل ورما ایک بے مثال تخلیق کار ہیں۔ انھوں نے افسانہ، ناول، ڈراما، سفر نامہ اور ڈائری غرض کہ کئی صنفوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا ہے۔ ''پرندے'' ان کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ اس کے بعد شائع ہونے والے افسانوی مجموعوں میں ''جلتی جھاڑی''، ''پچھلی گرمیوں میں''، بیچ بحث

میں ''کوے اور کالا پانی'' شامل ہیں۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **4 × 1 = 4**

8۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ **6**

(i) مصنف نے بائیسکل کو دریا میں کیوں پھینک دیا؟

(ii) ڈراما ''یہودی کی لڑکی'' کے اہم کرداروں پر تبصرہ کیجیے۔

(iii) پریم چند ناول ''بیوہ'' کے ذریعے کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

(iv) چرویا کوف کو ایک صاحب اخلاق انسان کیوں کہا گیا ہے؟

جواب:

(i) مصنف نے سائیکل کو دریا میں اس لیے پھینک دیا کیونکہ نہ تو سائیکل بک سکتی تھی اور نہ ہی اس کی مرمت کی جاسکتی تھی۔اس پر سواری بھی نہیں کی جاسکتی تھی۔

(ii) ڈرامہ ''یہودی کی لڑکی'' میں کم وبیش نو کردار ہیں۔ان میں مارکس جو رومن شہزادہ ہے بروٹس ایک مذہبی رہنما اور کٹر انسان ہے۔عزرا ایک بوڑھا یہودی جو اپنے تدبر سے بوروٹس جیسے مذہبی رہنما کو حقیقت کا آئینہ دکھاتا ہے۔رومن بادشاہ کیشش ،حنا اور آکٹیو یا اہم کردار ہیں۔

(iii) ہندوستانی سماج میں بیوہ کا برا حال تھا،خصوصاً ہندوؤں میں ۔ ودھوا کو سماج سے باہر سمجھا جاتا تھا۔اسے اچھوت کا درجہ دیا جاتا تھا۔اس کی دوسری شادی کے بارے میں تو سوچنا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔کچھ انگریزی تعلیم کے اثر سے، کچھ مسلمانوں اور عیسائیوں سے اثر لے کر ہندو بھی ودھوا واہ (بیوہ کی شادی) کی حمایت کرنے لگے۔اسی کو بنیاد بنا کر پریم چند نے اپنا ناول ''بیوہ'' لکھا جس میں بیوہ کی شادی کی حمایت کی گئی ہے۔

(iv) چیرویا کوف ایک ذرا سی چھینک آجانے پر شرمندہ ہو جاتا ہے۔ جب اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اس کے اس عمل سے دوسرے کسی محکمے کے آفیسر کو دستانے سے اپنا سر اور منھ وغیرہ صاف کرنا پڑا ہے تو وہ اپنی اس غیر اخلاقی حرکت پر ایک بار نہیں کئی بار اس افسر سے معافی مانگتا ہے اور معافی نہ ملنے پر احساس شرمندگی اس کی جان لے لیتی ہے۔ اسی لیے اسے صاحب اخلاق انسان کہا گیا ہے۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 3 × 2 = 6

9۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے تفصیلی جواب لکھیے۔ **20**

(i) اردو زبان کے آغاز و ارتقا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ii) فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

(iii) ترقی پسند تحریک کے آغاز و ارتقا پر نوٹ لکھیے۔

(iv) دبستان دلی کی شاعری کی کیا خصوصیات ہیں مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

جواب:

(i) اردو زبان کا آغاز اور ارتقا

a) اردو زبان کی ابتدا

b) اردو زبان کے آغاز و ارتقا سے متعلق مختلف نظریات (اولین نظریات، لسانیاتی نظریات)

c) اردو زبان پر دوسری زبانوں کے اثرات (فارسی، برج بھاشا، عربی، ہندی، اور پنجابی وغیرہ)

d) اردو زبان کی مقبولیت

(ii) فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات

a) فورٹ ولیم کالج کا قیام اوراس کوقائم کرنے کے مقاصد

b) فورٹ ولیم کالج کے اہم مصنفین اوران کی ادبی خدمات

c) فورٹ ولیم کالج میں ترجمہ کی گئی کتابوں کی زبان واسلوب

d) فورٹ ولیم کالج کی سرپرستی میں اردو نثر کی تاریخ میں مقبولیت

(iii) ترقی پسند تحریک

a) ترقی پسند تحریک کا آغاز (ترقی پسند تحریک ادب برائے زندگی کے نعرے کے ساتھ وجود میں آئی)

b) ترقی پسند تحریک کے اہم نظریات

c) ترقی پسند تحریک کی تاریخی اہمیت

d) ترقی پسند تحریک کے اہم مصنفین کے نام

(iv) دبستان دھلی کی شاعری

a) دبستان دہلی کا تعارف

b) دبستان دہلی کے ممتاز شعرا کے نام

c) دبستان دہلی کی شاعری کی خصوصیات (زبان،انداز بیان)

d) دبستان دہلی کی شاعری کی خصوصیات کی مثالیں

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 10 × 2= 20

10۔ درج ذیل میں سے صرف تین سوالوں کے جواب لکھیے۔ 15

(i) اردو افسانہ نگاری کے آغاز اور ارتقا پر نوٹ لکھیے۔

(ii) میر انیس کی مرثیہ نگاری کی کیا خصوصیات ہیں؟

(iii) مولانا حالؔی کی نظم نگاری پر تبصرہ کیجیے۔

(iv) غالبؔ کی غزل گوئی کی خصوصیات واضح کیجیے۔

جواب:

(i) اردو فسانے کا آغاز اور ارتقا

افسانہ جدید دور کی اہم نثری صنف ہے۔ یہ مغربی ادب کی دین ہے۔ اردو میں افسانے کا آغاز بیسویں صدی کے ساتھ ہوا۔ سب سے پہلے پریم چند، سلطان حیدر جوش، سجاد حیدر یلدرم کے افسانے سامنے آئے۔ ان کے فوراً بعد کئی افسانہ نگار ابھرے۔ مثال کے طور پر احمد اکبرآبادی، نیاز فتح پوری، حجاب امتیاز علی وغیرہ۔ 1936 میں ترقی پسند تحریک کے آغاز سے چند برس پہلے انگارے کے نام سے باغیانہ کہانیوں کا ایک مجموعہ شائع ہوا۔ ان کہانیوں نے موضوع اور فن دونوں کے اعتبار سے نئے تجربوں کی بنیاد ڈالی جبکہ اس سے پہلے پریم چند نے حقیقت نگاری اور نفسیاتی کردار نگاری کے ساتھ مشرقی یوپی کی دیہی زندگی اور قومی زندگی کے مسائل کی ترجمانی کی۔ ان کے علاوہ سعادت حسن منٹو، کرشن چند بیدی اور عصمت چغتائی کے ہاتھوں اردو افسانہ نے بہت ترقی کی۔ آزادی کے بعد قرۃ العین حیدر کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ 1960 کے لگ بھگ اردو میں علامتی افسانے کا آغاز ہوا ساتھ ساتھ حقیقت نگاری کی روایت کو فروغ ملا۔ اس سلسلے میں انتظار حسین سریندر پرکاش، حیات اللہ انصاری، احمد ندیم قاسمی، جوگندر پال وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ نئی نسل کے کئی افسانہ نگاروں نے براہ راست طرز بیان کے بجائے علامتی طرز بیان کو ترجیح دی۔

(ii) میر انیس کی مرثیہ نگاری

میر انیس نے مرثیہ گوئی میں بے مثال کامیابی حاصل کی۔ انھوں نے زبان میں وسعت، سلاست اور صفائی پیدا کی۔ محاروں کو برجستہ استعمال کیا۔ اردو شاعری میں میر انیس کے برابر محاورات استعمال کرنے والے شاعر کم ہیں۔ جذبات

نگاری میں ان کا اعلیٰ مقام ہے۔ان کے کرداروں کی زبان فطرت کے عین مطابق ہوتی ہے گویا زبان پر ان کو بے پناہ قدرت حاصل ہے۔منظر نگاری میں ان کا کمال دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ وہ خاص طور پر اسی لیے پیدا کیے گیے ہوں۔ میدان جنگ کا نقشہ کھینچتے ہیں تو اس میں اصلیت اور واقعیت کا رنگ جھلکتا ہے۔انیس کے مرثیوں میں اخلاقی تعلیم ملتی ہے،فصاحت انیس کی زبان کا وصفِ خاص ہے۔مرثیہ کے فن کو انیس نے بام عروج تک پہنچایا ہے۔

(iii) حالیؔ کی نظم نگاری

حالیؔ نے نظم نگاری کو نیا رنگ عطا کیا۔انھوں نے اردو شاعری کی خوبیوں اور کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور وقت کے تقاضوں کے مطابق موضوعات کو بدلا۔حالی نے اخلاق انسانی تہذیب جیسے عنوانات کو اپنایا۔ پندونصیحت کو نظم میں جگہ دی۔بازاری خیالات سے پاک کیا۔ان کی زبان پاکیزہ اور سادہ ہے۔ان کی نظموں میں تخیل سے زیادہ عقل کی قوتیں کارفرما ہیں۔ان کی نظموں کا اہم پہلو قومی رنگ ہے۔

(iv) غالبؔ کی غزل گوئی

غالبؔ نے اردو شاعری میں نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ان کی غزلوں میں فکر کا پہلو نمایاں ہے۔انھوں نے فلسفہ،تصوف، نفسیاتی حقائق اور نظریات جیسے باریک موضوعات کو اپنی غزلوں میں بخوبی استعمال کیا ہے۔ان کی شاعری میں شوخی اور ظرافت پائی جاتی ہے۔نئی نئی تشبیہ اور استعارات غالبؔ کی غزلوں کا وصف ہے۔ غالبؔ کے اسلوب بیان میں جدت پائی جاتی ہے۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 5×3 = 15

11۔ درج ذیل سوالوں کے متبادل جوابات میں سے صحیح جواب تلاش کر کے لکھیے۔ 5

(i) ''وقت کا ترانہ'' نظم کا شاعر ہے (غالبؔ،علی سردار جعفری،ن۔م۔راشد)

(ii) جس نظم میں کسی کی مدح کی جائے اسے کہتے ہیں۔ (قصیدہ،مثنوی،رباعی)

(iii) چے خف کے افسانے کا نام ہے۔ (جلتی جھاڑی،کلرک کی موت،لمحے)

(iv) ناصر کاظمی کی پیدائش جس شہر میں ہوئی وہ ہے۔ (دلی، حیدرآباد، انبالہ)

(v) ''اس آباد خرابے میں'' کا تعلق کس صنف سے ہے؟ (افسانہ، آپ بیتی، ڈراما)

جواب:

(i) ''وقت کا ترانہ'' نظم کا شاعر ہے .... **علی سردار جعفری**

(ii) جس نظم میں کسی کی مدح کی جائے اسے کہتے ہیں .... **قصیدہ**

(iii) چےخف کے افسانے کا نام ہے .... **کلرک کی موت**

(iv) ناصر کاظمی کی پیدائش جس شہر میں ہوئی وہ ہے .... **انبالہ**

(v) ''اس آباد خرابے میں'' کا تعلق کس صنف سے ہے .... **آپ بیتی**

نمبروں کی تقسیم

نمبروں کی تقسیم 1×5 = 5